26

روحانی اور دنیوی مراتبِ اربعہ

(فرمودہ ۷۔ اگست ۱۹۳۱ء بمقام شملہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے پچھلے جمعہ میں یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ[1] کی دعا سکھائی ہے یعنی اے خدا تو ہمیں سیدھا رستہ دکھا مگر کیسا سیدھا رستہ ہو؟ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ دوسری جگہ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ[2] کی یہ تشریح فرمائی فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔[3] صحیح راستے پر چلنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں کی جماعت، صدیقوں کی جماعت، شہیدوں کی جماعت، صالحین کی جماعت۔ میں نے بیان کیا تھا کہ جس طرح ایک روحانی مقام صالح ہے اسی طرح دنیوی لحاظ سے بھی ایک مقام صالح ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اس زمانہ کے مطابق بنائے جس میں کہ وہ رہتا ہے۔ مگر یہ مطابق کرنا اچھے طور پر ہو نہ کہ برے طور پر یعنی وہ زمانہ کی بدیوں سے بچے اور نیکیوں کو حاصل کرے جو نئے علوم نکلیں ان سے واقفیت حاصل کرے۔ اگر ان میں کوئی نقص ہو تو اسے قبول نہ کرے اور جو حقیقت اور صداقت ہو اسے تسلیم کرلے۔

اپنے ملک کے کالجوں کے طلباء کی طرف دیکھو وہ نئے علوم تو سیکھتے ہیں اور اپنے تئیں زمانہ کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ان شخصوں کی کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے علوم سیکھتے ہیں جنہوں نے انہی علوم کی بناء پر ایک انسان کو خدا ثابت کرنا چاہا اس لئے ہمارے طلباء ان علوم سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہوئے جاتے ہیں۔ وہ مسئلہ ارتقاء کو ہستی باری تعالیٰ کے مخالف

ایک دلیل قرار دیتے ہیں مگر اتنا نہیں سمجھتے کہ ارتقاء کے مسئلہ کو تو لوگ پیدائش عالم سے ہی مانتے چلے آئے ہیں ڈارون نے جو کام کیا وہ فقط اتنا تھا کہ اس کے بعض مخفی پہلوؤں کو روشن کر دیا۔ ورنہ ڈارون سے پہلے بھی لوگ دیکھتے تھے کہ بچہ ۹ ماہ کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ ایک بیج کو درخت بنتے ہوئے عرصہ لگتا ہے۔ ہر طرف قدرت کے کاموں میں تدریجی ترقی نظر آتی ہے۔ مگر اسے کوئی خدا تعالیٰ کی ہستی کے مخالف نہ سمجھتا تھا مزید برآں فرمایا کہ ڈارون نے آج آکر ADAPTABILITY کے مسئلہ یعنی ماحول کے مناسب اپنے تئیں بنالینا پیش کیا مگر اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس درجہ کا نقص دور کرکے اسے مومن کا ادنیٰ درجہ قرار دیا کیونکہ صَلَحَ کا مطلب ہے بہترین طور پر اپنے تئیں کسی چیز کے مناسب حال بنانا۔ پس صالح وہ ہے جو اپنے زمانہ سے پیچھے نہیں رہتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کے مطابق بنالیتا ہے۔ مگر اس طور سے کہ اس کی ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے۔

دوسرا درجہ شہید کا ہے شہید کے معنی عربی زبان میں نگران کے ہیں۔ روحانی درجہ کے علاوہ شہید کا دنیاوی درجہ بھی ہوتا ہے۔ دنیا میں انسان کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اسے علم آتا ہو۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو علم سکھلائے یعنی وہ معلم ہو۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مؤمن نہ صرف اپنے زمانہ کے علوم اچھی طرح سے حاصل کرے بلکہ علوم میں ایسا کامل ہو جائے کہ دوسروں کو بھی سکھلا سکے۔ اس کے مطابق دیکھ لو کہ مسلمان کہاں تک شہید کے مقام پر کھڑے ہیں یعنی کہاں تک وہ دینی اور دنیاوی علوم لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ یورپین اقوام کی طرف دیکھو وہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی دینی اور دنیوی علوم لوگوں کو سکھاتی ہیں۔ دنیاوی علوم کے پھیلانے کے لئے انہوں نے ایسی ایسی جگہوں میں کالج کھولے ہیں جہاں پہلے بالکل جہالت تھی۔ اور دینی علوم سکھانے کے لئے ان کے مشنری افریقہ، آسٹریلیا اور دُور دراز ممالک میں جاتے ہیں حالانکہ یہ تعلیم اسلام نے دی تھی کہ اول ان لوگوں کی جماعت ہو جو روحانی اور دینی علوم حاصل کریں اور پھر ایسے لوگ ہوں جو دوسروں کو یہ علم سکھائیں۔

تیسرا مرتبہ صدّیقیّت کا ہے۔ صدیق نبی کے قریب قریب جا پہنچتا ہے اور ان کا جو ہر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور ان میں دوستانہ تعلق ہوتا ہے اخوّت کا نہیں۔ انبیاء خدا تعالیٰ سے جو باپ کے مقام پر ہے براہ راست علوم حاصل کرتے ہیں اس لئے وہ آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ مگر صدیق کو نبی سے یہ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ کوشش اور جدوجہد سے کسی طور پر نبی سے اتحاد پیدا کرتا ہے اور

دوستی کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے- یہ روحانی مقام صدّیقیت ہے- دنیاوی لحاظ سے صدّیقیت کا یہ مقام ہے کہ انسان علم میں ترقی کرتا کرتا کسی ایجاد کے موجد یا کسی علم کے بانی سے اس قدر گہرا تعلق اور اتحاد پیدا کرلے کہ اس کے مشابہ ہو جائے- روحانی صدیق کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ گو وہ براہ راست خدا سے علم حاصل نہیں کرتا مگر نبی کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے علوم کی نہایت صحیح تشریح و تفسیر کرتا ہے- یہی حال دنیاوی صدیق کا ہے- پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چاہئے وہ علوم میں اس قدر ترقی کرے کہ گو وہ کسی چیز کا موجد یا کسی علم کا بانی نہ ہو سکے مگر ایجادات اور علوم کے ساتھ لوگوں کی نظر میں اس کا نہایت گہرا اور کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم ہو جائے- چہارم درجہ نبی کا ہے- روحانی نبی تو خدا سے الفاظ میں الہام پاتے ہیں اور روحانی علوم براہ راست سیکھتے ہیں- اس کے مقابل ایک مادی نبی بھی ہوتے ہیں جو گو الفاظ میں خدا سے الہام نہیں پاتے مگر خدا سے وحی خفی پاکر دنیا میں علوم پھیلاتے ہیں- ایڈیسن کہتا ہے بعض اوقات بیٹھے بیٹھے کسی ایجاد کے متعلق بجلی کی طرح درست خیال قلب میں پڑ جاتا ہے- جیسے یہ مادی نبی ہوتے ہیں ویسے ہی ان کا الہام بھی مادی ہوتا ہے جو ان کے قلب میں القاء ہوتا ہے- ایک خیال ان کے دل میں ڈالا جاتا ہے- یہ روز نئے نئے انکشافات کرتے ہیں- نئے نئے علوم نکالتے ہیں- اور حیرت انگیز ایجادات سے دنیا کو حیران کرتے ہیں- خدا تعالیٰ مومنوں سے دنیاوی لحاظ سے جو ادنیٰ سے ادنیٰ بات چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ اچھی طرح سے دنیاوی علوم حاصل کریں- پھر یہ کہ وہ اس قدر ان علوم میں کمال حاصل کریں کہ دوسروں کے معلم بن جائیں- پھر یہ کہ وہ اس قدر ترقی کریں کہ اگرچہ کسی ایجاد کے موجد یا کسی علم کے بانی نہ ہوں تو ہر ایجاد اور ہر علم کے ساتھ اس قدر گہرا تعلق پیدا کریں اور اس میں اس قدر کمال حاصل کریں کہ موجدوں اور بانیوں کے مشابہ ہو جائیں- اور جب کبھی کسی ایجاد کا ذکر کیا جائے یا کسی نئے علم کے متعلق تذکرہ ہو اس ایجاد کے موجد یا اس علم کے بانی کے ساتھ ہی ان کا نام بھی زبان پر آجائے- پھر یہ کہ وہ اس درجہ سے بھی ترقی کریں اور نئے نئے علوم نکالیں اور ایجادات کے موجد بنیں- اگر یہ حالت پیدا ہو جائے تو سب جھگڑے ختم ہو جائیں کیونکہ جھگڑے لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں- دنیا میں جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں سب جہالت سے اور جتنی نیکیاں پیدا ہوتی ہیں سب علم سے پیدا ہوتی ہیں- اگر ہر احمدی میں یہ حالت پیدا ہو جائے تو دنیا میں ہی لوگوں کو ایک جنت نظر آجائے- اُخروی یا روحانی جنت تو ہم لوگوں کو یہاں نہیں دکھا سکتے ہاں یہ جنت دکھا سکتے ہیں- اگر ہر احمدی ان مراتب

کو حاصل کرلے تو سب لوگ کہیں آؤ ہم بھی جنت میں داخل ہو جائیں۔ عام لوگ چونکہ دنیا میں دوزخ ہی دوزخ دیکھتے ہیں اس لئے خودکشیاں کرلیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ جنت دیکھیں تو کبھی خودکشی نہ کریں۔ اگر احمدی یہ جنت پیدا کریں تو دنیا کے لوگ ہماری طرف جلد جھک جائیں یہ جنت پیدا کرنا تو بڑی بات ہے ابھی ہماری جماعت میں بعض ایسے لوگ ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہیں۔ خدا نبی کے ذریعہ ایک جنت قائم کرتا ہے اب اگر ہم اپنے بھائیوں سے لڑیں تو اس قائم کردہ جنت کے درختوں کو اپنے ہاتھوں کاٹنے والے ہوں گے۔ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرے ایک درخت کاٹنے سے کیا ہو گا کیونکہ اگر ہر ایک ایسا ہی کہے تو دیکھ لو سب جنت کے درخت کاٹے جائیں گے۔ پھر خدا ایک اور نبی قائم کرے گا تا وہ جنت بنائے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مقام صالح کا ہے یعنی وہ جو خدا کے قائم کردہ ماحول سے مناسبت پیدا کرتا ہے۔ پس ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اپنے اعمال اور اقوال میں اپنے ماحول سے مناسبت پیدا کریں اور صالح بنیں۔ اگر ایسا نہیں کرسکتے تو کم از کم صالح بننے کی صلاحیت تو پیدا کریں کیونکہ خدا کوشش کو دیکھتا ہے۔ میں تو یہ بات ہرگز قبول نہیں کرسکتا کہ جو شخص بدی کا مقابلہ کرتا ہوا مارا جائے وہ غالب نہ ہو اور خدا اس کی مغفرت نہ کرے گا۔ پس ہمارے دوست کم از کم صالح بننے کی صلاحیت کے لئے جدوجہد کریں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری سب جماعت کو توفیق دے کہ وہ ان مراتب کے حصول کے لئے کوشش کریں اور پھر ہر ایک کو ان چاروں مراتب میں سے کوئی نہ کوئی درجہ ضرور دے۔

(الفضل ۱۸۔ اگست ۱۹۳۱ء)

۱؎ الفاتحۃ:٦

۲؎ الفاتحۃ:۷

۳؎ النسآء:۷۰